اس بات کو ابھی ادھورا ہی رہنے دو!

آصف احمد بھٹی

آصف احمد بھٹی ہماری اردو کے ہر دلعزیز صارف ہیں جو کہ کویت میں مقیم ہیں۔ہماری اردو میں انہوں نے مارچ ۲۰۱۱ میں شمولیت اختیار کی اور اپنے منفرد انداز تحریر کی وجہ سے ہماری اردو پر بہت مقبول ہیں۔یہ افسانہ ان کے مجموعہ "میں باغی ہوں" سے لیا گیا ہے۔جو کہ ہماری اردو پر اس لنک پر دیکھا کا سکتا ہے

http://www.ourürdu.com/forums/showpost.php?p=447689&postcount=2

سنو! مجھے اپنے اندر عجیب سی گھٹن محسوس ہوتی ہے جیسے کچھ سلگ رہا ہو اور تھوڑا تھوڑا دھواں اُٹھتا ہو۔ میں نے کہا اور تم مسکرا دی۔

یہ گھٹن کیسی ہے؟ میں نے سوال کیا۔

تم سوال کرنے کا ہر اختیار کھو بیٹھے ہو۔ تم نے جواب دیا۔

کیوں؟ میں نے حیرت سے پوچھا۔

کیوں کہ غلاموں کو اپنی ذات پر بھی کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

مگر میں غلام نہیں ہوں۔ میں نے کہا۔

ایسا تمہیں لگتا ہے۔ تم دھیرے سے مسکرائی۔ مگر اب غلامی تمہاری عادت بن چکی ہے۔

میں نہیں مانتا۔ میں نے ضدی بچے کی طرح کہا۔

کیوں؟ تم نے عجیب سا سوال کیا۔ تم کیوں نہیں مانتے۔

میری روح ہر روز آزادی کی قیمت ادا کرتی ہے۔ میں صاف گوئی سے کہا۔

یہ بھی بغاوت ہے۔ تم نے کہا۔ تمہاریں سانسیں تک تمہارے سردار کی غلام ہیں۔

میں کسی سردار کی غلامی کو تسلیم نہیں کرتا۔ میں نے جواب دیا۔

تو پھر جلد ہی تمہارا سر کسی نیزے کی اَنی پر ہو گا۔ تم نے جواب دیا۔

آزادی کے بدلے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ میں مسکرایا۔

تم ہر بار ایسا کیوں کرتے ہو؟ تم نے پوچھا۔

میں نے جانتا۔ میں نے جواب دیا۔ شاید میں کسی کو کسی کا غلام نہیں دیکھ سکتا۔

ایسا کیوں ہے؟ تم نے سوال کیا۔

اِک انجان سی قوت میرے اندر شعلے سے بھڑکاتی ہے۔ میں نے جواب دیا۔

کہیں تم خود تو سردار نہیں بننا چاہتے؟ تم نے حیرت سے پوچھا۔

نہیں، بلکہ میں تو ہر سردار کو عام آدمی بنا دینا چاہتا ہوں۔ میں نے جواب دیا۔

کیوں؟ تم نے پوچھا۔

جب ہر کوئی عام آدمی ہو گا تو ہر کوئی آزاد ہو گا۔ میں نے جواب دیا۔

یہ لایعنی خواہش ہے۔ تم نے کہا۔

کیسی لایعنی خواہش۔ میں نے حیرت سے پوچھا۔

تم شاید خود کو پانے کی جستجو میں ہو۔ تم نے جواب دیا۔

خود کو پالینے کی خواہش لایعنی کیسے ہو سکتی ہے؟ میں نے پوچھا۔

اِس بات کو ابھی ادھورا ہی رہنے دو۔ تم نے جواب دیا۔

مگر میں تو صرف آزاد فضاؤں کی خواہش رکھتا ہوں۔ میں نے کہا۔

یہی تو بغاوتوں کا ابتدائی کلیہ ہے۔ تم نے مستحکم لہجے میں جواب دیا۔

اور غلام روحیں آزادی کی باتیں نہیں کرتی۔

مگر! میری روح غلام نہیں۔ میں نے احتجاج کیا۔

یہی بغاوت ہے۔ تم نے کہا۔

اور میرے اندرون سلگتی اور جلاتی چنگاری کو تم کیا کہو گی۔ میں نے

پوچھا۔

شاید تمہاری تکمیل ہو رہی ہے۔ تم نے جواب دیا۔

مگر میں خود کو راکھ ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ میں نے کہا۔

تو پھر اپنی روح کو بے جان جسم کی مٹی میں دفن کر دو۔ تم نے حکم دیا۔

تو کیا اِس طرح میں ابدی خوشی پالونگا؟ میں نے پوچھا۔

اِس بات کو ابھی ادھورا ہی رہنے دو۔ تم نے جواب دیا۔

اچھا یہی بتادو یہ ہر طرف گھپ اندھیرا کیوں ہے۔ میں نے کہا۔

یہ تو ہمیشہ سے محکوموں کا مقدر رہے۔ تم نے جواب دیا۔

اور میں اسی عادت کو بدلنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا۔

ناممکن ہے۔ تم نے حقارت سے جواب دیا۔ عادت تو شاید بدلی جاسکتی ہے مگر یہ محکومی اب تمہاری خصلت بن چکی ہے اور خصلت بدلی نہیں جاسکتی۔

اچھا! اِس اندھیرے میں مجھے اِک جگنو ہی مل جائے۔ میں نے التجا کی۔

یہ بھی ممکن نہیں۔ تم نے جواب دیا۔

کیوں؟ میں نے پوچھا۔

جگنو کو چنگاری بناتے دیر ہی کتنی لگتی ہے۔ تم نے جواب دیا۔

مگر یہ راز اِک دن افشاء ہو کر رہیگا۔ میں نے کہا۔

ہاں تم خواب دیکھ سکتے ہو۔ تم نے جواب دیا۔ تم سے پہلے بھی کئی دیوانے ایسے ہی خواب دیکھتے رہے ہیں۔

مگر میں غلام ہاتھوں سے مٹی ہوئی ہر تقدیر کو پھر نئے سرے سے اُبھاروں گا۔ میں نے کہا۔

تمہاری سب تقدیریں بھی تو تم جیسی ہی ہیں۔ تم مسکرا کر بولی۔ تمہاری تقدیریں بھی تو محکوم فطرت ہیں۔

اچھا! یہی بتادو کتنی صدیاں گزر گئی ہیں۔ میں نے پوچھا۔

یہ شمار تو میں بھی بھول گئی ہوں۔ تم نے جواب دیا

کیا چاند اب بھی اُتنا ہی دلکش ہے؟ میں نے سوال کیا۔ کیا اب بھی فاختاؤں کے بچے سفید ہوتے ہیں۔

اِس بات کو ابھی ادھورا ہی رہنے دو۔ تم نے جواب دیا۔

اچھا یہی بتادو کہ یہ غلام گردشیں کب تک آباد رہینگی؟ میں نے پوچھا۔

جب تک محکوم لوگ اپنا مسلک نہیں بدلتے۔ تم نے جواب دیا۔

مگر میرا مسلک تو خودی ہے۔ میں نے احتجاج کیا۔

خودی تو خود محکوم ہو چکی ہے۔ تم نے جواب دیا۔

شاید اِسی لیے کبھی کبھی میں کچھ حبس سا محسوس کرتا ہوں۔ میں نے کہا۔

اِس بار بھی تازہ ہوا تم پر حرام ہے۔ تم نے جواب دیا۔

مگر میری روح کے کچھ کونے روشن ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا۔

یہ فنا ہونے کی نشانیاں ہیں۔ تم نے کہا۔

تو کیا سردار نے مرے قتل نامے پر دستخط کر دیئے ہیں؟ میں نے پوچھا۔

اِس بات کو ابھی ادھورا ہی رہنے دو۔ تم نے جواب دیا۔

تمہارا لہجہ کیوں بھیگا ہوا سا ہے۔ میں نے پوچھا۔

اِس بات کو ابھی ادھورا ہی رہنے دو۔ تم نے جواب دیا۔